OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

شادی میں تاخیر کا مسئلہ: اسباب، معاشرتی اثرات اور سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں حل

The Issue of Delayed Marriage: Causes, Societal Impacts, and Solutions in the Light of Seerah of the Prophet (PBUH)

Dr. Asjad Ali
Associate Professor, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot
Dr. Abdul Aleem
Associate Professor, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot

Abstract

Marriage (Nikah) is a sacred cornerstone of the Islamic social system, ordained to preserve moral chastity, ensure human lineage, and foster spiritual tranquility. Despite its religious significance and inherent simplicity, contemporary Muslim societies face a growing crisis of delayed marriage. This study investigates the multifaceted causes of this delay, categorizing them into socio-cultural barriers such as deep-seated caste prejudices, unrealistic materialistic expectations, and extravagant wedding rituals and economic pressures, including unemployment and inflation. The research further analyzes the detrimental impacts of this phenomenon, emphasizing heightened psychological distress among the youth, moral decline, and structural disruptions within the family unit. Drawing upon the Holy Qur'an and the Seerah of the Prophet Muhammad (PBUH), this paper proposes institutional and prophetic solutions. It advocates for

CC BY

reviving simplicity in nuptial ceremonies, integrating marital education into academic curricula, strengthening familial consultation (Shura), and mobilizing religious scholars (Ulama) to facilitate accessible marriages. Ultimately, this study offers a holistic framework to mitigate delayed marriage and restore a balanced, resilient Islamic society.

Keywords: Delayed Marriage, Islamic Jurisprudence (Nikah), Prophetic Solutions (Seerah), Family Institutions, Economic Barriers, Simplicity in Islam, Moral Chastity (Iffat), Social Reformation, Parental, Responsibility, Communal Consultation (Shura).

تمہید:

نکاح ایک ایسی مقدس عبادت اور تمدنی ضرورت ہے جو عفت و عصمت کے تحفظ اور بقائے نسل کا ضامن ہے۔ یہ لطیف بندھن دو وجودوں کو محض مادی طور پر ہی نہیں، بلکہ ذہنی، روحانی اور معاشرتی سطح پر یکجا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ[1](اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو عمر نکاح کے باوجود بغیر ازدواجی زندگی کے رہ رہے ہوں اور اپنے با صلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی نکاح کر دیا کرو اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑی وسعت والا ہے بڑے علم والا ہے)۔ اسلام میں ازدواجی زندگی کا مقصد محض مادی یا جسمانی تسکین نہیں، بلکہ یہ اخلاقی ہم آہنگی اور روحانی ارتقا کا ذریعہ ہے۔ اسی تناظر میں آپ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "زَوِّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ۔"[2](شادی کے لیے مہر تلاش کرو چاہے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو)۔ یہ فرمانِ نبوی ﷺ عائلی نظام کی سہولت، اعتدال اور عملی حکمت کو نمایاں کرتا ہے کہ نکاح کی اساس مالی نمود و نمائش نہیں، بلکہ نیت کی پاکیزگی اور احساسِ ذمہ داری ہے۔ لوہے کی انگوٹھی کی مثال اس بات کی دلیل ہے کہ مادی استطاعت کو اس پاکیزہ بندھن کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔"[3] (اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نان و نفقہ کی طاقت رکھے تو وہ شادی کر لے، اس لیے کہ اس سے نگاہیں زیادہ نیچی

رہتی ہیں، اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت ہوتی ہے، اور جو نان و نفقہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے، اس لیے کہ یہ شہوت کو کچلنے کا ذریعہ ہے)۔ یہ فرمانِ نبوی ﷺ نوجوانوں کو براہِ راست مخاطب کر کے عائلی نظام میں نکاح کی مرکزی اور تمدنی حیثیت کو اجاگر کرتا ہے۔ صاحبِ استطاعت کو نکاح کی ترغیب دے کر شریعت نے جوانی کے فطری جذبات کی جائز تکمیل اور معاشرے کے اخلاقی استحکام کو یقینی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نکاح کو اپنی نشانیوں میں شمار کرتے ہوئے فرماتا ہے: " وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۔" [4] (اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام حاصل کرو اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی، بےشک اس میں نشانیاںہیں دھیان کرنے والوں کے لیے)۔

تاہم عصرِ حاضر میں تاخیرِ نکاح ایک ایسا سنگین بحران بن چکا ہے جس نے مغربی تقلید، معاشی دباؤ اور جہیز جیسی رسومات کے باعث اس مقدس عمل کو انتہائی دشوار بنا دیا ہے۔ اس تعطل کے نتیجے میں معاشرہ اخلاقی بے راہ روی، شدید ذہنی تناؤ اور خاندانی نظام کے بکھراؤ جیسے ہولناک اثرات کا شکار ہو رہا ہے۔

نکاح کا لغوی معنی:

لغوی طور پر نکاح کا مفہوم دو چیزوں کو باہم پیوست کرنا (ملانا) ہے، اسی بنا پر یہ لفظ ازدواجی معاہدے (عقد) اور میاں بیوی کے باہمی ملاپ دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ فقہائے اسلام کے ہاں اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ شرعی اصطلاح میں اس کا حقیقی مراد کیا ہے؛ چنانچہ احناف کے نزدیک اس کے بنیادی اور حقیقی معنی مرد و عورت کے جنسی تعلق کے ہیں۔ [5]مآخذِ شریعت میں اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآنِ حکیم میں یہ لفظ اپنے مختلف مشتقات کے ساتھ کل 23 مرتبہ وارد ہوا ہے۔ [6]جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: " وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ ۔" [7](اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو)۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: **"**ازہری نے کہا ہے کلام عرب میں نکاح کا معنی عمل ازدواج ہے اور تزوج کو بھی نکاح اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عمل ازدواج کا سبب ہے، جوہری نے کہا کہ نکاح کا اطلاق عمل ازدواج پر ہوتا ہے اور کبھی عقد پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔**"**[8]

علامہ ابن نجیم کہتے ہیں: "هُوَ عَقدُ یَرِدُ عَلٰى مِلكِ المُتعَةِ قَصدًا۔"[9] (نکاح ایسے عقد کو کہتے ہیں جو قصداً ملک متعہ پر وارد ہوتا ہے۔) نکاح کا اصل معنیٰ وطی ہے اور ایک قول

یہ ہے کہ وطی کے لیے عقد کرنے کو بھی نکاح کہا جاتا ہے کیونکہ "تزوج" وطی مباح کا سبب ہے۔ قرآن مجید میں نکاح عقد کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے کیوں کہ وطی جماع کے لیے صریح ہے اور عقد جماع سے کنایہ ہے اور بلاغت و ادب کے بھی موافق ہے۔

١۔ نکاح: عقد، بیاہ، شادی۔[10]

٢۔ نکح: اس نے نکاح کیا۔[11]

٣۔ نکح المراۃ: عورت سے نکاح کرنا۔[12]

۴۔ نکاح: مادہ ن۔ک۔ح (نکح نکحاً) سے مصدر بمعنیٰ عقد ازدواج، شادی، بیاہ، معاملہ تزویج، یعنی ایک ایسا معاہدہ جس کے ذریعے مرد و عورت کے درمیان جنسی تعلق جائز اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے، زوجین کے درمیان دیوانی حقوق و فرائض پیدا ہو جاتے ہیں۔[13]

۵۔ لغت میں نکاح کا معنیٰ ہے ملانا، اور شرعی اصطلاح میں اس سے وہ عقد ہے جس سے ایک عورت کسی مرد کے لیے حلال ہوتی ہے۔[14]

نکاح کا شرعی معنی:

نکاح مرد و عورت کے درمیان سوشل کنٹریکٹ ہے، جس کے نتیجے میں ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلق جائز اور اولاد کا نسب شرعاً ثابت ہو جاتا ہے، اور باہم حقوق و فرائض عائد ہو جاتے ہیں۔[15]

نکاح ایک شرعی معاہدہ ہے جس کے تحت مرد اور عورت کے درمیان صنفی تعلق روا قرار دیا جا سکتا ہے اور اس رشتہ کے تحت ہونے والی اولاد انہی والدین کی جانب منسوب ہوتی ہے اور ان کا نسب صحیح قرار پاتا ہے اور زوجین کے مابین دیوانی حقوق و فرائض ہو جاتے ہیں۔[16]

علامہ منصور بن یونس (المتوفی ١٠۵١ھ) لکھتے ہیں: لغت میں نکاح کا معنی ملنا ہے جیسے عرب کہتے ہیں: "تناکحت الاشجارُ۔" [17](یعنی درخت ایک دوسرے سے مل گئے۔)

نکاح کی ضرورت و اہمیت اور مقاصد:

اسلام میں خاندان تمدن کی بنیادی اکائی ہے جس کی تشکیل کا واحد شرعی و فطری ذریعہ نکاح ہے، جو ضبطِ نفس اور بقائے نسل کا ضامن ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ رشتہ محض جسمانی تسکین نہیں بلکہ میاں بیوی کے حقوق و فرائض کے توازن سے لیس ایک دائمی رفاقت، سکونِ قلب اور اخلاقی و روحانی ارتقا کا مقدس ضابطہ ہے۔ اسلام نے جس طرح ارکانِ دین اور دیگر عبادات میں رخصت و سہولت کا

پہلو رکھا ہے، بالکل اسی طرح عائلی معاملات اور نظامِ نکاح کو بھی انتہائی فطری اور آسان بنایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نکاح محض ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ بذاتِ خود ایک عظیم عبادت ہے، کیونکہ اسلام رہبانیت (دنیا کو بالکل ترک کر دینے) کی قطعی نفی کرتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "يا عُثْمَانُ، إِنِّي لَمْ أُومَرْ بِالرَّهْبَانِيَّةِ-"[18] (یعنی اے عثمان مجھے رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا۔) مزید فرمایا: "لَا صَرُورَةَ فِي الإِسْلَامِ-"[19] (یعنی اسلام میں نکاح نہ کرنا نہیں ہے۔)۔ یہ حدیث اسلامی شریعت میں نکاح کی اہمیت اور ازدواجی زندگی کی ضرورت کو واضح کرتی ہے۔ یہاں لفظ ''صرورۃ'' (بغیر شادی کے رہنا یا رہبانیت اختیار کرنا) سے مراد استطاعت کے باوجود نکاح سے اجتناب یا خاندانی زندگی سے کٹ جانا ہے، جو فرد کو انسانی فطرت کے جائز تقاضوں اور معاشرتی ذمہ داریوں سے دور کر دیتا ہے۔ اسلام نے اسی غیر فطری رویے کی نفی کرتے ہوئے شادی کو ایک لازمی تمدنی اور شرعی ضرورت قرار دیا ہے۔

قرآن میں نکاح کی ترغیب:

قرآن حکیم میں نکاح کو نسل انسانی کی بقاء، ترقی اور معاشرتی زندگی کے استحکام کے لیے ضروری قرار دیا گیا اور اس کی فضیلت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ مرد و عورت کے اس فطرتی، قانونی اور جائز ملاپ سے دنیا میں انسان کی نسل کا آغاز ہوا جیسا کہ قرآن فرماتا ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔"[20] (اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔)

یہ قرآنی رہنمائی انسانی تخلیق کی اساس (نفسِ واحدہ) اور بقائے نسلِ انسانی میں صنفین کے باہمی اشتراک کو آشکار کرتی ہے۔ اس سے یہ واضح پیغام ملتا ہے کہ ازدواجی تعلق تمدنی توازن اور حقوق و فرائض کے استحکام کا بنیادی محور ہے۔ نکاح میں بے جا تاخیر نہ صرف فرد کو قلبی سعادت سے محروم کرتی ہے بلکہ خاندانی نظام میں بگاڑ کا سبب بھی بنتی ہے؛ لہٰذا بروقت عقدِ نکاح ایک اہم شرعی و اخلاقی ذمہ داری ہے جس پر ربِ کائنات کی گہری نظر ہے۔ قرآن حکیم میں مرد کے لیے بیوی کا ہونا اور بیوی کے لیے شوہر کا ہونا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں شمار کیا گیا ہے: " وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

يَتَفَكَّرُونَ -" [21](اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غوروفکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔)

گویا نکاح کا عمل قانونی فطرت کے عین مطابق اور فطری تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم میں نکاح کا مقصد معاشرے اور افراد میں تسکینِ جذبات کے ساتھ ساتھ ذہنی اور فطری پاکیزگی پیدا کرنا ہے۔ "وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔"[22] (اور شوہر والی عورتیں تم پر حرام ہیں سوائے کافروں کی عورتوں کے جو تمہاری ملک میں آجائیں ۔ یہ تم پر اللہ کا لکھا ہوا ہے اور ان عورتوں کے علاوہ سب تمہیں حلال ہیں کہ تم انہیں اپنے مالوں کے ذریعے نکاح کرنے کو تلاش کرو نہ کہ زنا کے لئے، تو ان میں سے جن عورتوں سے نکاح کرنا چاہو ان کے مقررہ مہر انہیں دیدو اور مقررہ مہر کے بعد اگر تم آپس میں (کسی مقدار پر) راضی ہوجاؤ تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بیشک اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔)

یہ قرآنی نصوص ازدواجی حدود، وجوبِ مہر اور باہمی رضامندی پر مبنی عائلی نظام کے شرعی خدوخال کو واضح کرتی ہیں۔ اس باقاعدہ عقد میں ہر فریق کے حقوق و فرائض کا تعین اس امر کی دلیل ہے کہ نکاح محض خواہشِ نفس کی تکمیل نہیں بلکہ ایک اہم معاشرتی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔ یہاں بروقت اور مشروع نکاح کی تاکید اس لیے بھی ہے کہ اس میں تاخیر یا غیر ضروری رکاوٹیں انسان کو زنا اور اخلاقی بے راہ روی کے خطرات سے دوچار کر سکتی ہیں، جب کہ ربِ کائنات ہر انسانی عمل کا نگہبان اور اس کی حدود کی رعایت کا متقاضی ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: " فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً -"[23] (تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو، دو اور تین، تین اور چار چار، پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو، یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔)۔ اسی طرح سورہ بقرہ میں فرمایا: "وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ-" [24](اور اگر تم نے عورتوں کو بغیر چھونے کے طلاق دیدی اور ان کے لیے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ

عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیز گاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو، بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔)

یہ قرآنی ہدایات طلاق سے قبل مقرر شدہ مہر، عدل، اور احسان کے ابدی اصولوں کو اجاگر کرتی ہیں۔ بغیر مباشرت کے طلاق کی صورت میں نصف مہر کی ادائیگی یا عفو و درگزر کا تذکرہ ثابت کرتا ہے کہ شریعت عائلی معاملات میں کس قدر انصاف اور حسنِ سلوک کی متقاضی ہے۔ یہاں باہمی احسان اور فضل کو نہ بھولنے کی تاکید دراصل یہ سبق دیتی ہے کہ ازدواجی تعلق محض وقتی مادی ضرورت نہیں بلکہ حقوق و فرائض کی پاسداری اور اخلاقی ذمہ داری کا مجموعہ ہے؛ لہٰذا نکاح یا اس کے متعلقہ انتظامات میں غیر ضروری تعطل فریقین کے حقوق میں خلل اور معاشرتی ناانصافی کا سبب بن سکتا ہے۔ سورہ النساء میں ہی فرمایا: "وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا۔"[25] (اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل ہوں، تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انھیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں، اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے، تو پھر جب ان کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو، اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔)

یہ قرآنی احکام یتیم بچوں کی کفالت، رشد و بلوغ کی آزمائش اور ان کے مالی حقوق کی بحالی کے تمدنی اصول واضح کرتے ہیں۔ بلوغ اور شعور (رشد) کے بعد ہی مال سپرد کرنے اور نکاح کے قابل ہونے کا یہ بیان ثابت کرتا ہے کہ شریعت عائلی و مالی ذمہ داریوں کے لیے ذہنی و جسمانی پختگی کو بنیادی شرط قرار دیتی ہے۔ آیت میں عدل و انصاف، حد کی رعایت اور گواہ گیری پر زور دراصل معاشرتی نظام کی شفافیت اور حقوقِ انسانی کے تحفظ کی ضمانت ہے تاکہ کسی بھی سطح پر ظلم یا حد سے تجاوز نہ ہونے پائے۔ سورہ الشوریٰ میں فرمایا: فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۔[26]" (وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیئے ہیں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں، تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے)۔ یہ قرآنی حکمت کائنات میں کارفرما زوجیت

کے آفاقی اصول کو آشکار کرتی ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح محض شخصی انتخاب نہیں بلکہ بقائے نسل اور تمدنی توازن کا ربانی نظام ہے۔ آیت کا یہ پہلو کہ کائنات کی کوئی چیز باری تعالیٰ کے مثل نہیں، خاندانی معاملات میں بھی شریعت کی بالادستی کو لازم قرار دیتا ہے؛ لہٰذا نکاح میں غیر فطری تاخیر مقصدِ تخلیق کے منافی ہے، جبکہ بروقت عقد انسان کی اخلاقی، سماجی اور روحانی فلاح کا ضامن ہے۔ سورہ الاعراف میں فرمایا: "هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَاۖ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِۖ فَلَمَّا أَثْقَلَت دَّعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ۔" [27](وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا، تاکہ وہ اس کی طرف (جاکر) سکون حاصل کرے، پھر جب اس نے اس (عورت) کو ڈھانکا تو اس نے ہلکا سا حمل اٹھا لیا، پس اسے لے کر چلتی پھرتی رہی، پھر جب وہ بھاری ہوگئی تو دونوں نے اللہ سے دعا کی، جو ان کا رب ہے کہ بے شک اگر تو نے ہمیں تندرست بچہ عطا کیا تو ہم ضرور ہی شکر کرنے والوں سے ہوں گے)۔ یہ قرآنی آیت انسانی تخلیق کے بنیادی مقصد یعنی میاں بیوی کے باہمی تعلق سے قلبی سکون اور انس و مودّت کے حصول کو واضح کرتی ہے۔ بعد ازاں، اس میں حمل کے تدریجی مراحل، میاں بیوی کی مشترکہ فکرمندی اور بارگاہِ الٰہیٰ میں شکرگزاری کی کیفیت کا تذکرہ ہے، جو عائلی زندگی اور بقائے نسل کے مادی نظام کو روحانی و اخلاقی اقدار کے ساتھ مربوط کرتا ہے کہ اولاد جیسی نعمت پر شکرِ ربانی ازدواجی برکت کا اصل سبب ہے۔

احادیث میں نکاح کی ترغیب:

اسلام میں نکاح محض ایک فطری عمل نہیں بلکہ اخلاقی، سماجی اور روحانی ذمہ داریوں کا جامع نظام ہے، جسے قرآن و سنت نے فرد اور معاشرے دونوں کی فلاح کا محور قرار دیا ہے۔ شریعت نے اس پاکیزہ رشتے کو نہ صرف مستحب ٹھہرایا بلکہ اسے عدل و انصاف، عفت و پاکدامنی کے تحفظ اور حقوقِ زوجین کی پاسداری کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ میں نکاح کی مسلسل ترغیب خاندانی استحکام، بقائے نسل اور صالح اخلاقی تربیت کے تناظر میں ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے ازدواجی زندگی کے ایسے باریک تمدنی آداب بھی سکھائے ہیں جو مرد اور عورت کے مابین باہمی احترام، رفاقت اور الفت کی مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔" [28](یعنی اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نان و نفقہ کی طاقت رکھے تو وہ شادی کر لے، اس لیے کہ اس سے نگاہیں زیادہ نیچی رہتی ہیں، اور شرمگاہ کی

زیادہ حفاظت ہوتی ہے، اور جو نان و نفقہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے، اس لیے کہ یہ شہوت کو کچلنے کا ذریعہ ہے)۔

اسوۂ حسنہ ہر مسلمان کے لیے ایک کامل اور عملی ضابطہ ہے، جس کا دائرہ کار محض انفرادی عبادات تک محدود نہیں بلکہ روزمرہ کے اخلاق، تمدنی معاملات اور عائلی زندگی پر بھی محیط ہے۔ خاص طور پر نظامِ نکاح کے باب میں آپ ﷺ کے ارشادات اور طرزِ عمل یہ واضح کرتے ہیں کہ ازدواجی زندگی کو فطری، خوشگوار اور متوازن طریقے سے بسر کرنا محض ایک دنیاوی ضرورت نہیں، بلکہ قربِ الٰہی کا ذریعہ اور ایک اہم ترین کارِ سنت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات سے آپ کی تنہائی کے معمولات کے بارے میں سوال کیا، پھر ان میں سے کسی نے کہا: "لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ" وقال بعضهم: "لَا آكُلُ اللَّحْمَ" وقال بعضهم: "لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ" فحمد الله وأثنى عليه فقال: مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا وَكَذَا؟ لَكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ، وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔"[29] (میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا، کسی نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا، اور کسی نے کہا: میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ (آپ کو پتہ چلا) تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد کی، اس کی ثناء بیان کی اور فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے اس اس طرح سے کہا ہے۔ لیکن میں تو نماز پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، روزے رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے رغبت ہٹا لی وہ مجھ سے نہیں۔)یہ حدیثِ مبارکہ عائلی زندگی میں اعتدال اور اسوۂ رسول ﷺ کی جامعیت کو واضح کرتی ہے۔ جب بعض صحابہ نے جذبۂ عبادت کے تحت ترکِ دنیا اور نکاح نہ کرنے کا عزم ظاہر کیا، تو آپ ﷺ نے اس غلو کی نفی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں فرائضِ دین کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ آرام بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں؛ لہٰذا جس نے میری سنت سے اعراض کیا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ فرمانِ نبوی واضح کرتا ہے کہ اسلام میں رہبانیت یا خود کو غیر فطری مشقت میں ڈالنا ناپسندیدہ ہے، بلکہ عائلی زندگی کو سنت کے مطابق معتدل انداز میں اپنانا ہی دین کی اصل روح ہے۔ نکاح کو محبت و مودت کا سبب قرار دیتے ہوئے فرمایا: "لَمْ نَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ۔"[30] (دو شخص کے درمیان محبت کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔)

آپ ﷺ کا یہ فرمان نکاح کی فطری اور روحانی حکمت کو نہایت دلنشین انداز میں واضح کرتا ہے۔ اسلام میں نکاح محض ایک قانونی یا جسمانی تعلق کا نام نہیں، بلکہ یہ دلوں

کے ملاپ، باہمی احترام اور قلبی سکون کا الٰہی ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات ہمیں یہ بصیرت دیتے ہیں کہ دو انسانوں کے مابین حقیقی، پائیدار اور باوقار محبت کا واحد شرعی و فطری راستہ صرف اور صرف نکاح ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی کی اصل اساس باہمی الفت اور اخلاقی ذمہ داری پر قائم ہے؛ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں نکاح میں غیر ضروری تاخیر یا اس سے فرار کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے، کیونکہ بروقت عقد ہی انسان کی فطری خواہشات کو عفت و پاکدامنی اور تمدنی توازن کے ساتھ مربوط رکھتا ہے۔

تاخیرِ نکاح کے اسباب:

۱۔ تاخیرِ نکاح کے سماجی اسباب:

تاخیرِ نکاح کے پھیلاؤ میں معاشی عوامل کے ساتھ ساتھ منفی سماجی رویّے اور فرسودہ رسومات بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ معاصر معاشرے میں نکاح ایک سادہ دینی فریضے کے بجائے نمود و نمائش، خاندانی تفاخر اور طبقاتی اسٹیٹس کی علامت بن چکا ہے۔ رشتوں کے انتخاب میں غیر حقیقی توقعات، دولت و نسب کی غیر شرعی ترجیحات اور "لوگ کیا کہیں گے" جیسی سوچ نے سنتِ نبوی ﷺ کی سادگی کو پسِ پشت ڈال کر اس آسان بندھن کو انتہائی مشکل بنا دیا ہے۔ جب معاشرہ نکاح کو باہمی مقابلے اور رواجی نمائش کا ذریعہ بنا لیتا ہے، تو اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے اور اخلاقی بگاڑ عام ہوتا ہے۔ وہ عناصر جو تاخیرِ نکاح کا سبب بن رہے ہیں، ان کی تفصیل ذیل میں درج ہے:

الف) طبقاتی تفاوت اور ذات پات کا تصور:

نکاح میں تاخیر کے نمایاں سماجی اسباب میں سے ایک بنیادی سبب طبقاتی تفاوت اور ذات پات کا غیر اسلامی تصور ہے۔ معاصر معاشرے میں رشتوں کا انتخاب دینی و اخلاقی بنیادوں کے بجائے خاندانی حیثیت، مالی معیار، اور برادری کے مروجہ پیمانوں پر کیا جانے لگا ہے۔ بعض خاندان خود کو "اعلیٰ ذات" یا "اشرافیہ" تصور کرتے ہوئے اپنے سے کم تر مالی یا سماجی حیثیت کے حامل خاندانوں میں رشتہ کرنے کو خاندانی توہین سمجھتے ہیں۔

یہ جاہلانہ ذہنیت اسلام کے مساواتی اصولوں کے سراسر منافی ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے ان تمام مادی و خاندانی مفاخر کو یکسر مسترد کرتے ہوئے تقویٰ اور حسنِ اخلاق کو فضیلت کا واحد معیار قرار دیا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا: "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔" [31](تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ

پرہیزگار ہے)۔ اسلام نے نسل، مال، یا سماجی مرتبے کو نکاح کی بنیاد نہیں بنایا بلکہ دین اور اخلاق کو اصل معیار قرار دیا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ، لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا۔" [32](اگر تم لوگ اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ اس پر توکل (بھروسہ) کرنے کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے گا جیسا کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو وہ بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو آسودہ واپس آتے ہیں)۔

اسلام نے "کفو (ہم کفاءت)" کا اصول بھی اسی سماجی توازن اور فکری ہم آہنگی کے لیے وضع کیا ہے تاکہ ازدواجی استحکام قائم رہے۔ شریعت میں کفو سے مراد دین، کردار اور بنیادی سماجی حیثیت میں ایسی مناسبت ہے جو بعد کے تنازعات سے بچائے، نہ کہ اس سے کوئی نسلی یا برادری کا تفاخر مقصود ہو۔ چنانچہ اسلام نے کفو کو پسندیدہ مانا مگر ذات پات کے مصنوعی امتیاز کو عملاً مسترد کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحشؓ کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ سے کروا کر حسب و نسب کے جاہلانہ غرور کا خاتمہ فرمایا۔ آج مسلم معاشروں میں اسی جاہلی تصور کی واپسی ہو چکی ہے جہاں تقویٰ کے بجائے دولت اور برادری کی کڑی شرطیں نکاح میں تاخیر اور خاندانی تفریق کا باعث بن رہی ہیں۔

ب) تعلیم یافتہ طبقے میں اونچے معیار کی تلاش:

معاصر دور میں، خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے میں، شریکِ حیات کے لیے معیار کا حد سے زیادہ مادی ہونا ایک عام رویہ بن چکا ہے۔ لوگ اخلاق اور دینداری کے بجائے اعلیٰ تعلیم، بڑی نوکری، دولت اور بیرونِ ملک رہائش کو اولین شرط قرار دینے لگے ہیں۔ مادی برتری کی اس دوڑ نے نکاح کو مشکل بنا دیا ہے، جس کے نتیجے میں نوجوان نسل بے راہ روی اور معاشرتی بگاڑ کا شکار ہو رہی ہے۔ یہ رویہ روحِ اسلام کے منافی ہے، جہاں نکاح کو آسان اور سادہ بنانے کی تاکید کی گئی ہے تاکہ معاشرہ برائیوں سے محفوظ رہ سکے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔"[33] یہ آیت واضح کرتی ہے کہ مال و دولت یا دنیاوی معیار نکاح کی کامیابی کی ضمانت نہیں، بلکہ اللہ کی برکت اور دینداری اصل بنیاد ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً۔[34]" (سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔) تعلیم یافتہ طبقے میں ہر چیز "پرفیکٹ" تلاش

کرنے کی یہ معیار پرستی دراصل مادہ پرستی ہے، جو ایمان اور اخلاق جیسے پاکیزہ رشتوں کو دنیاوی فائدے سے مشروط کر دیتی ہے۔

ج) فضول رسومات پر عمل:

آج ہمارے معاشرے میں نکاح ایک عبادت کے بجائے رواجی نمائش بن چکا ہے۔ اسلام نے اس بندھن کو انتہائی سادہ اور آسان بنایا تھا، مگر مروجہ فضول رسومات، نمائش اور دکھاوے نے اسے غریب اور متوسط طبقے کے لیے ناقابلِ برداشت بوجھ بنا دیا ہے۔ مہندی, بارات، جہیز کی نمائش، قیمتی برانڈڈ ملبوسات، فضول فوٹو سیشن اور درجنوں کھانوں پر مشتمل ولیمے جیسی خرافات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ غیر اسلامی کلچر کی تقلید ہے۔ قرآنِ کریم اسراف اور فضول خرچی کرنے والوں پر سخت تنقید کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: " إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۔" [35](یقیناً فضول خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔)

نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح انتہائی سادگی سے فرما کر یہ اسوہ قائم کیا کہ شادی میں اصل برکت اسراف اور غیر اسلامی رسومات میں نہیں بلکہ ایمان اور تقویٰ میں ہے، جبکہ موجودہ نمائش غریب طبقے کے لیے ذہنی اذیت اور معاشرتی بگاڑ کا باعث بن رہی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے یہ تمام رسومات بدعت کے زمرے میں آتی ہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مَن أَحدَثَ فِي أَمرِنَا هٰذا مَا لَيسَ مِنهُ فَهُوَ رَدّ۔" [36](جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں تھی، وہ مردود ہے)۔

د) اعلیٰ تعلیم اور تاخیرِ نکاح:

معاصر دور میں پہلے اعلیٰ تعلیم اور کیریئر بنانے کی مروجہ سوچ بظاہر دانشمندی معلوم ہوتی ہے، مگر یہ نوجوانوں کو عمر کے بہترین حصے میں اخلاقی کمزوریوں اور گناہ کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ اسلام علم کا حامی ہے مگر معاشی استحکام کو نکاح کے لیے ایسی شرط نہیں بناتا کہ عفت داؤ پر لگ جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں معاشی وسعت کا یقین دلاتے ہوئے فرماتا ہے: "وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ۔" [37](اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں، عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور اپنی لونڈیوں سے جو نیک ہیں ان کا بھی، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔)۔

والدین کا اولاد کو تعلیم کے نام پر نکاح سے روکنا انہیں غیر شرعی تعلقات اور نفسیاتی دباؤ کی طرف دھکیل دیتا ہے، جبکہ عمر بڑھنے سے اچھے رشتے محدود ہو جاتے

ہیں۔ اسلام تعلیم اور نکاح میں توازن کا داعی ہے، اس لیے معاشرے میں یہ شعور بیدار کرنا لازم ہے کہ تعلیم کے ساتھ نکاح ممکن ہے اور یہی عفت کا ضامن ہے۔

۲۔ معاشی اسبابِ تاخیرِ نکاح:

مہنگائی، بے روزگاری، اور والدین کی طرف سے گھر، گاڑی یا بھاری جہیز کے غیر حقیقی مطالبات نے نکاح کو ایک بڑا مالی بوجھ بنا دیا ہے، جس سے نوجوان نسل خوف اور تذبذب کا شکار ہے۔ یہ سوچ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے کیونکہ شریعت نے نکاح کو رزق کی وسعت کا ذریعہ قرار دیا ہے نہ کہ معاشی رکاوٹ، اس لیے ان مادی بندشوں کو توڑ کر نکاح کو آسان بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

الف) بے روزگاری اور معاشی عدم استحکام:

موجودہ دور میں تعلیم کے باوجود ملازمت نہ ملنا، بڑھتی مہنگائی اور کاروباری مواقع کی کمی نے نوجوانوں کو نکاح کے فیصلے سے خوف زدہ کر دیا ہے، جبکہ والدین بھی اچھے روزگار کے بغیر رشتہ کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔

ب) کم آمدن کے مسائل:

عارضی ملازمتوں، فری لانسنگ اور محدود وسائل کی وجہ سے آمدنی کا غیر یقینی ہونا نوجوانوں کو نکاح کی ذمہ داریوں سے خائف رکھتا ہے اور والدین کو بھی مطمئن نہیں ہونے دیتا ۔ یہ سوچ دراصل رزاقِ حقیقی کے بجائے مادی اسباب پر حد سے زیادہ بھروسے کا نتیجہ ہے۔

ج) نفسیاتی رکاوٹ:

جدید معاشرتی دباؤ، ناکامی کا خوف، اور خود اعتمادی کی کمی جیسے نفسیاتی عوامل نوجوانوں کو نکاح کے فطری فیصلے سے دور کر رہے ہیں۔ بہت سے نوجوان مالی یا ذاتی حیثیت کو ناکافی سمجھ کر یا مثالی شریکِ حیات کے غیر حقیقی معیارات قائم کر کے اس بندھن کو مسلسل مؤخر کرتے رہتے ہیں، جو ان کی فیصلہ سازی کی صلاحیت کو مفلوج کر دیتا ہے۔

د) ازدواجی زندگی کے متعلق خوف اور غلط تصورات:

بہت سے نوجوان آزادی چھن جانے کے واہموں، دوسروں کی ناکام شادیوں کے اثرات اور مغربی میڈیا کے منفی پروپیگنڈے کی وجہ سے ازدواجی زندگی کے بارے میں شدید بدگمانی کا شکار ہیں۔ یہ غیر حقیقی خوف دراصل نفسیاتی کمزوری اور ایمانی کوتاہی کا نتیجہ ہے، جو انسان کو نکاح جیسی بابرکت سنت اور اس کی خوبصورت ذمہ داریوں سے دور کر دیتا ہے۔

ذ) خود اعتمادی کی کمی:

بہت سے نوجوان خود اعتمادی کی کمی اور احساسِ کمتری کے باعث اپنی ظاہری شکل، تعلیم، یا مالی پوزیشن کو نااہل تصور کرتے ہوئے شادی کی ذمہ داریوں سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ یہ منفی اور غیر حقیقی سوچ انہیں بلاوجہ نکاح کو مؤخر کرنے پر مجبور کر دیتی ہے، جس سے ان کا اندرونی سکون اور ذہنی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

تاخیرِ نکاح کے اثرات:

۱۔ تاخیرِ نکاح کے سماجی اثرات:

نکاح صرف انفرادی ضرورت نہیں بلکہ معاشرتی نظم و استحکام کا بنیادی ستون ہے، جس میں تاخیر پورے سماج کی اخلاقی اور خاندانی ساخت کو شدید متاثر کرتی ہے۔ قرآنِ کریم نے خاندان اور نسل کی بقا کو اللہ کی نشانیوں میں شمار کرتے ہوئے اسے میاں بیوی کے درمیان باہمی محبت، سکون اور مودت کا حقیقی ذریعہ قرار دیا ہے۔

الف) ذہنی و نفسیاتی مسائل میں اضافہ:

تاخیرِ نکاح نوجوانوں میں بے چینی، اضطراب اور ذہنی دباؤ کا سبب بن سکتی ہے، کیونکہ فطری جذبات کا جائز اور مناسب راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اسلام انسان کی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے نکاح کو سکونِ قلب کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ "وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۔" [38](اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی)۔

نکاح میں تاخیر معاشرے سے سکون و رحمت کو ختم کر کے غیر شرعی تعلقات اور گناہوں کے راستے کھول دیتی ہے، کیونکہ فطری ضرورت جائز ذریعے سے پوری نہ ہونے پر فتنوں کا باعث بنتی ہے۔ مزید برآں، یہ تاخیر مادی مسابقت، جہیز اور اسٹیٹس کی دوڑ کو جنم دیتی ہے، جس سے باہمی بدگمانیاں بڑھتی ہیں اور خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ قرآن نے اس رویے پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: " فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ ۔" [39](سو عورتوں کو ان کے نکاح میں رکاوٹیں مت ڈالو) یعنی کسی بھی قسم کی سماجی یا معاشرتی رکاوٹ، چاہے وہ رسم و رواج کے نام پر ہو یا مالی بوجھ کے ذریعے نکاح میں تاخیر کا باعث بنے، تو وہ شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

ب) فحاشی و بے حیائی میں اضافہ:

نکاح میں غیر ضروری تاخیر نوجوانوں کو غیر شرعی تعلقات کی طرف مائل کر کے معاشرے میں فحاشی اور زنا کے ماحول کو فروغ دیتی ہے، جس سے بچاؤ کے لیے اسلام نے نکاح کو آسان بنانے کی تاکید کی ہے۔ چونکہ فطری تقاضوں کا جائز راستہ بند ہونے سے بے حیائی کے دروازے کھلتے ہیں، اس لیے قرآنِ کریم زنا کے قریب جانے سے بھی سختی سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: " وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۔"[40] (اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بے شک وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔)۔

جب معاشرہ نکاح کو مشکل بناتا ہے اور تاخیر کی روش عام ہو جاتی ہے تو نوجوانوں کے لیے گناہوں سے بچنا مشکل ہوتا ہے، یوں فحاشی اور بے حیائی کا ماحول پیدا ہوتا ہے جو پورے معاشرے کے اخلاق کو نقصان پہنچاتا ہے۔

ج) معاشرتی بگاڑ اور جرائم میں اضافہ:

جب فطری تقاضے پورے نہ ہوں تو یہ بے چینی بعض اوقات جرائم، ہراسگی اور دیگر سماجی مسائل کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسلام نے نکاح کو معاشرتی سکون اور پاکیزگی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ " وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۔"[41] (اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں، عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور اپنی لونڈیوں سے جو نیک ہیں ان کا بھی، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ انھیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔)

۲۔ تاخیرِ نکاح کے خاندانی اثرات:

نکاح نہ صرف فرد کی احتیاج ہے بلکہ خاندان کے استحکام اور نسل کی بقا کا بنیادی ذریعہ بھی ہے۔ جب نکاح غیر ضروری طور پر مؤخر کیا جاتا ہے تو اس کے اثرات خاندان کے مزاج، تعلقات، ذمہ داریوں اور نسل کے تسلسل تک پھیل جاتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ تاخیر خاندان کے اندر خوف، اضطراب، اور مستقبل کے بارے میں بے یقینی پیدا کرتی ہے۔

الف) خاندانی نظام کی تشکیل میں تاخیر:

نکاح میں تاخیر کے باعث ایک نئے خاندان کے قیام میں دیر ہوتی ہے، جس سے معاشرتی تسلسل متاثر ہوتا ہے اور خاندانی ڈھانچہ کمزور پڑتا ہے۔ "وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ۔"[42] (اور اللہ نے تمھارے لیے خود تمھی میں سے بیویاں بنائیں اور تمھارے

لیے تمھاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے اور تمھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا تو کیا وہ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں؟)

ب) والدین کی ذہنی و جذباتی پریشانی:

اولاد کے نکاح میں تاخیر والدین کے لیے فکری اور ذہنی دباؤ کا باعث بنتی ہے، خصوصاً جب معاشرتی توقعات اور رسم و رواج اس میں رکاوٹ بنیں۔ والدین اپنی اولاد کی پاکیزہ زندگی کے خواہاں ہوتے ہیں، اور جب نکاح تاخیر کا شکار ہوتا ہے تو والدین مسلسل فکرمندی میں مبتلا رہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے والدین کی اس ذمہ داری کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: "لَأَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِنِصْفِ صَاعٍ كُلَّ يَوْمٍ ۔" [43](کسی آدمی کا اپنے بچے کی اچھی تربیت کرنا اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ ہر روز آدھا صاع صدقہ کرے)۔

اسلام میں اولاد کی تربیت محض ایک گھریلو ذمہ داری نہیں بلکہ ایک مستقل اور دیرپا عبادت ہے، جس کا اثر فرد تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے معاشرے کی فکری، اخلاقی اور خاندانی ساخت پر مرتب ہوتا ہے۔ روزانہ صدقہ وقتی طور پر محتاجی کو کم کرتا ہے، لیکن صالح تربیت ایسے متوازن اور ذمہ دار انسان کی تشکیل کرتی ہے جو خود نیکی کا منبع بنتا ہے اور مستقبل میں معاشرے کے لیے بوجھ نہیں بلکہ سہارا ثابت ہوتا ہے۔ یہی تربیت جب بچوں کو عفت، ضبطِ نفس، ذمہ داری اور خاندانی زندگی کے آداب سکھاتی ہے تو وہ انہیں بروقت اور باوقار نکاح کی طرف آمادہ کرتی ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی انحراف کی راہیں مسدود (بند) ہو جاتی ہیں۔

ج) نسل کے تسلسل میں رکاوٹ:

تاخیرِ نکاح کے نتیجے میں اولاد کے حصول میں تاخیر ہوتی ہے، جو خاندانی تسلسل اور بقا پر اثر انداز ہوتی ہے۔ تاخیرِ نکاح کا ایک نمایاں خاندانی نقصان نسل کے ٹوٹتے تسلسل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسلام نے نسل کے بڑھنے اور خاندان کے مضبوط ہونے کو خیر و برکت قرار دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:" تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ۔" [44](یعنی زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ اولاد والی عورتوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا)۔

نکاح میں تاخیر سے جہاں اولاد کے امکانات اور نسل کی برکت و قوت متاثر ہوتی ہے، وہاں خاندانی ہم آہنگی کو بھی شدید نقصان پہنچتا ہے۔ بڑے بہن بھائیوں کی شادی نہ ہونے سے چھوٹوں کے رشتے بھی رک جاتے ہیں، جس سے پورا خاندان غیر ضروری دباؤ، باہمی غلط فہمیوں اور جذباتی دوری کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاخیرِ نکاح کے باعث

خاندانی ماحول جتنا بھی پاکیزہ ہو، معاشرتی دباؤ نوجوانوں کو بے راہ روی اور غیر شرعی تعلقات کے خطرے سے دوچار کر دیتا ہے۔ اس آزمائش سے خاندان کی عزت، اعتماد اور اخلاقی اصول کمزور پڑنے لگتے ہیں، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے خاندانوں کو ان فتنوں سے بچانے اور عفت کی حفاظت کے لیے ارشاد فرمایا: "اتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ ۔"[45] (بلاشبہ دنیا بہت میٹھی اور ہری بھری ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں یا تم سے پہلے والوں کا جانشیں بنانے والا ہے، پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، لہذا تم دنیا میں کھو جانے سے بچتے رہنا اور عورتوں کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچ کر رہنا، اس لیے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کے معاملے میں تھا۔)

د) والدین اور اولاد کے درمیان دوری:

نکاح میں تاخیر سے والدین اور اولاد کے درمیان عمر کا نمایاں فرق تربیت میں رکاوٹ بنتا ہے اور والدین پوتے پوتیوں کی خوشیوں سے محروم ہو کر جذباتی تنہائی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خاندانی رشتوں کی اسی اہمیت اور جذباتی سکون کو اجاگر کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے والدین اور اولاد کے تعلق کو جنت کا دروازہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔" [46](رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے)۔

یہ اصول واضح کرتا ہے کہ والدین کی رضا محض ایک اخلاقی قدر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے براہِ راست مربوط ہے۔ جب اولاد محض ذاتی ترجیحات, معاشی خدشات یا سماجی معیارات کے نام پر نکاح میں بلاوجہ تاخیر کر کے والدین کی جائز خواہشات کو نظر انداز کرتی ہے، تو یہ طرزِ عمل ان کی دل آزاری اور رضائے الٰہی کی محرومی کا سبب بن کر ایک سنگین دینی و اخلاقی مسئلہ بن جاتا ہے۔

تاخیرِ نکاح کا حل:

١۔ نکاح کی ترغیب اور اجتماعی ذمہ داری:

اسلامی تعلیمات میں نکاح صرف ایک انفرادی عمل نہیں بلکہ ایک اہم معاشرتی اور اجتماعی فریضہ ہے، جس کی ترویج و سہولت کاری کے لیے معاشرے اور حکومت کے ذمہ دار افراد پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اسلام فرد کے ساتھ ساتھ پورے سماج کو اس بات کا مکلف ٹھہراتا ہے کہ وہ بے نکاح مرد و خواتین کی شادیاں آسان بنائیں تاکہ اخلاقی بگاڑ، بے راہ روی اور سماجی انتشار کا سدِباب ہو سکے۔ اسی اجتماعی ذمہ داری کو اجاگر کرتے ہوئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ

وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۔"[47] (تم میں سے بے نکاح لوگوں کا نکاح کر دو، خواہ وہ غلام ہوں یا لونڈیاں۔) یہ حکم معاشرتی سطح پر نکاح کو آسان بنانے کی ترغیب دیتا ہے اور اس تصور کی نفی کرتا ہے کہ نکاح صرف فرد کا مسئلہ ہے؛ بلکہ یہ ایک اجتماعی فریضہ بھی ہے۔

۲۔ عفت و عصمت کی حفاظت:

اسلام میں نکاح کی ترغیب کے ساتھ ساتھ عفت و پاکدامنی کی پابندی کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اگر معاشی یا سماجی وجوہات کی بنا پر نکاح میں تاخیر ہو جائے، تو قرآن و سنت کی رو سے مخلصانہ کوششوں کے ساتھ اپنی خواہشات پر قابو رکھنا اور عصمت کی حفاظت کرنا ہر فرد کا اخلاقی و دینی فریضہ ہے۔ یہ عفت مآب طرزِ عمل نہ صرف انسان کے ذاتی وقار اور کردار کو بلند کرتا ہے، بلکہ نکاح کے انتظار کے دوران بھی معاشرے کو اخلاقی بگاڑ سے محفوظ رکھ کر سماجی استحکام کا ضامن بنتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: " وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۔"[48] (اور جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے وہ پاکدامنی اختیار کریں۔)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ معاشی یا سماجی رکاوٹوں کے باوجود پاکدامنی اختیار کرنا ہر فرد پر لازم ہے، تاکہ معاشرے میں عفت، شرافت اور اخلاقی توازن برقرار رہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق عفت کا تحفظ صرف نکاح کے بعد ہی نہیں، بلکہ تاخیر کی صورت میں بھی ایک اہم اخلاقی و دینی فریضہ ہے جو انسان کے کردار کو مضبوط کرتا ہے۔ اس اصول پر عمل پیرا ہونے سے نہ صرف معاشرہ بے راہ روی سے محفوظ رہتا ہے، بلکہ مستقبل کی ازدواجی زندگی بھی پاکیزہ اور مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔

۳۔ نکاح کو تعلیمی اور تربیتی نظام کا حصہ بنانا:

نکاح کو تعلیمی اور تربیتی نظام کا باقاعدہ حصہ بنانے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ نوجوان نسل کو ازدواجی زندگی کے لیے فکری، اخلاقی اور روحانی طور پر پختہ کیا جائے، کیونکہ اسلام زندگی کے ہر مرحلے میں مصلحت اور مناسب تربیت پر زور دیتا ہے۔ قرآنِ مجید اسی تربیتی تسلسل، مالی و اخلاقی شعور اور عملی ذمہ داری کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: " وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ ۖ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا۔ "[49](اور یتیموں کو ان کے مال دے دو، اور پاک مال

کو ناپاک مال سے نہ بدلو، اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔)

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اسلام فرد کو بچپن ہی سے ذمہ داری، دیانت اور خود احتسابی کی تربیت دیتا ہے، جو آگے چل کر ازدواجی زندگی میں حقوق کی ادائیگی، اعتماد اور باہمی احترام کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اگر نوجوانوں کو تعلیمی مراحل میں ہی ان اصولوں سے روشناس کرایا جائے تو وہ نکاح کو بوجھ نہیں بلکہ ایک ذمہ دارانہ امانت سمجھ کر قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے خاندانی اخلاق کو معیارِ فضیلت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي۔"[50] (تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہو، اور میں تم سب میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ ازدواجی زندگی دراصل انسان کے اخلاقی معیار کا حقیقی امتحانی میدان ہے، جہاں حسنِ سلوک، صبر، اور ایثار جیسے اوصاف کا عملی اظہار ہوتا ہے۔ تعلیمی اداروں میں نکاح، خاندانی نظم، اور باہمی حقوق و فرائض کی بنیادی تعلیم شامل کرنے سے نہ صرف نوجوان ذہنی طور پر اس ذمہ داری کے لیے تیار ہوں گے، بلکہ گھریلو تنازعات اور خاندانی ٹوٹ پھوٹ میں بھی نمایاں کمی آئے گی۔ یہ فکری تربیت نوجوانوں کو غیر ذمہ دارانہ تعلقات اور وقتی جذبات سے بچا کر حلال طرزِ زندگی کی اہمیت سکھاتی ہے، جو مضبوط خاندانی ڈھانچے اور ایک پاکیزہ، بااخلاق معاشرے کے قیام کا سبب بنتی ہے۔

۴۔ نکاح ایک عبادت:

نوجوانوں میں ازدواجی زندگی کو صرف سماجی رسم یا دنیاوی ضرورت کے طور پر نہیں بلکہ اللہ کی رضا اور روحانی فلاح کے لیے ایک عبادت کے طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۔ "[51] (اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام حاصل کرو اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی، بے شک اس میں نشانیاں دھیان کرنے والوں کے لیے ہیں۔)

یہ آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ نکاح محض ایک سماجی یا مادی بندھن نہیں، بلکہ ایک مقدس عبادت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کو روحانی سکون، اخلاقی پختگی اور عبادتی شعور عطا فرماتا ہے۔ جب نوجوانوں کو اس حقیقت کا ادراک حاصل

ہو جاتا ہے کہ ازدواجی زندگی کا آغاز اللہ کے احکام کی تعمیل ہے، تو ان کے اندر تقویٰ، صبر، باہمی محبت اور ذمہ داری کا احساس گہرا ہوتا ہے، جو ان کی زندگی کو پاکیزہ اور بامقصد بنا دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ۔" [52](محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کے ذریعے امتوں پر فخر کروں گا۔)

یہ حدیث اس حقیقت کو مزید نمایاں کرتی ہے کہ نکاح کے روحانی پہلو اور فضائل محض دنیوی فوائد تک محدود نہیں، بلکہ یہ رضائے الٰہی کے حصول اور امت کی مجموعی فلاح کا اہم ذریعہ ہیں۔ جب تعلیمی اور تربیتی نظام میں نکاح کو ایک عبادت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، تو نوجوان اس کی حقیقی اہمیت، اخلاقی ذمہ داری اور روحانی برکات سے شناسا ہوتے ہیں۔ یہ شعور انہیں اپنے ازدواجی تعلقات میں محبت، رحمت اور باہمی تعاون کے پاکیزہ اصولوں کو اپنانے کی ترغیب دیتا ہے، جس کے نتیجے میں خاندانی نظام مستحکم ہوتا ہے اور فرد کی زندگی میں بہترین اخلاقی و روحانی توازن پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ خاندانی مشاورت کے اسلامی نظام کا فروغ:

اسلامی تعلیمات تاخیرِ نکاح کے مسئلے کا حل محض انفرادی اصلاح تک محدود نہیں رکھتیں، بلکہ خاندان کو ایک فعال اور رہنما ادارہ قرار دیتی ہیں، اور اسی تناظر میں خاندانی مشاورت کا اسلامی نظام غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ قرآنِ مجید نے اجتماعی زندگی کے اس بنیادی اصول کو واضح کرتے ہوئے اہلِ ایمان کی ایک نمایاں صفت یہ ذکر فرمائی ہے: "وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۔"[53] (اور ان کے تمام معاملات آپس کے مشورے سے طے پاتے ہیں۔)

یہ آیت خاندانی و سماجی فیصلوں میں مشاورت کو ایک ایمانی قدر کے طور پر متعارف کراتی ہے، جس کا اطلاق نکاح جیسے بنیادی اور دور رس اثرات رکھنے والے معاملے پر بدرجۂ اولیٰ ہوتا ہے۔ جب خاندان نکاح کے فیصلے میں مشاورت کے اسلامی منہاج کو چھوڑ کر یک طرفہ فیصلوں، غیر حقیقی توقعات یا محض معاشی معیارات کو بنیاد بناتا ہے، تو نکاح بلاوجہ مؤخر ہونے لگتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی نکاح کے باب میں اولیاء اور اہلِ خانہ کی اسی ذمہ داری کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ۔"[54] (جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن ہو، تو اسے نکاح دے دو؛ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنے اور بڑے فساد پیدا ہوں گے۔)

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ خاندانی مشاورت کا اصل محور دنیاوی معیارات کے بجائے دینی و اخلاقی اہلیت ہونی چاہیے تاکہ نکاح میں رکاوٹیں ختم ہوں اور ایک متوازن معاشرہ تشکیل پا سکے۔

۶۔ سادگی اختیار کرنا:

اسلامی تعلیمات میں سادگی کو ایک اہم اجتماعی قدر قرار دیا گیا ہے جو معاشرے کو اسراف، نمائش اور غیر ضروری رسوم کے بوجھ سے بچاتی ہے، تاکہ نکاح میں رکاوٹیں پیدا نہ ہوں۔ قرآنِ مجید اسی اسراف و فضول خرچی سے سختی سے منع کرتے ہوئے واضح طور پر ارشاد فرماتا ہے: " وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ -"[55] (اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔) یہ آیت اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ اسلام ایسے سماجی رویّوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا جو انسانی ضروریات کو غیر ضروری مالی دباؤ میں بدل دیں، خصوصاً نکاح جیسے فطری عمل میں۔ نبی کریم ﷺ کی عملی زندگی اور ارشادات نکاح میں سادگی کے روشن نمونے پیش کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے نکاح کے معاملے میں آسانی اور اعتدال کو باعثِ برکت قرار دیتے ہوئے فرمایا: "أَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْونَةً۔"[56] (سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ سب سے کم ہو۔)۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ نکاح کی اصل کامیابی ظاہری شان و شوکت میں نہیں بلکہ سادگی اور برکت میں ہے، جس سے کم آمدنی والے طبقات پر مالی بوجھ کم ہوتا ہے۔ جب معاشرہ فضول رسومات ترک کر کے سادگی کو اپنا فخر بنا لیتا ہے، تو نکاح کا عمل آسان اور بروقت ہو جاتا ہے جس سے خاندانی نظام کو مضبوطی اور استحکام حاصل ہوتا ہے۔

۷۔ علمائے دین اور دینی اداروں کا کردار:

اسلامی معاشرے میں علمائے دین اور دینی ادارے محض عبادات تک محدود نہیں، بلکہ وہ معاشرتی و فکری اصلاح کے بنیادی مراکز ہیں جن پر تاخیرِ نکاح جیسے مسائل کے حل کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ قرآنِ مجید اہلِ علم کو معاشرے کی اسی عملی رہنمائی، فکری بیداری اور انذار کا فریضہ سونپتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: " فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ -"[57] (تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی ہر جماعت میں سے ایک گروہ نکلتا تاکہ وہ دین کی

سمجھ حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف لوٹے تو انہیں خبردار کرے، تاکہ وہ بچ سکیں۔)۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اہلِ علم کی اصل ذمہ داری معاشرے کو درپیش عملی اور خاندانی مسائل پر بروقت رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ چنانچہ علمائے دین اور دینی ادارے آسان نکاح کی ترغیب، رسومِ بد کے خاتمے اور ازدواجی ذمہ داریوں کا شعور بیدار کر کے معاشرتی اصلاح اور خاندانی استحکام میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

۸۔ نوجوانوں میں ازدواجی ذمہ داری کا شعور اجاگر کرنا:

نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ نوجوانوں کے لیے ازدواجی زندگی کا ایک کامل تربیتی اور اخلاقی ماڈل فراہم کرتا ہے، جہاں نبوت کی عظیم ذمہ داریوں کے باوجود گھر کے اندر شفقت، مروّت اور حسنِ سلوک کی اعلیٰ ترین مثالیں ملتی ہیں۔ جب نوجوانوں کو تعلیمی و تربیتی ورکشاپس کے ذریعے آپ ﷺ کی گھریلو زندگی، زوجین کے باہمی حقوق اور خاندانی ذمہ داریوں کے عملی نمونے سے روشناس کرایا جائے گا، تو ان میں شادی کے لیے فکری اور اخلاقی پختگی پیدا ہوگی۔ یہ شعور نہ صرف انہیں ایک ذمہ دار شریکِ حیات بننے میں مدد دیتا ہے، بلکہ ان کی خانگی زندگی کو باہمی احترام, سکون اور برکت کا گہوارہ بنانے کا سبب بھی بنتا ہے۔

خلاصہ:

یہ آرٹیکل اسلامی عائلی نظام میں نکاح کی اہمیت، تمدنی ضرورت اور عفت و پاکدامنی کے تحفظ میں اس کے بنیادی کردار کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ معاصر مسلم معاشرے میں تاخیرِ نکاح کے بڑھتے ہوئے بحران، اس کے معاشی، سماجی اور نفسیاتی اسباب (جیسے ذات پات، اسراف اور کیریئر پرستی) کا تفصیلی علمی جائزہ لیتا ہے۔ آخر میں، یہ مضمون قرآن و سنت اور سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اس دیرینہ مسئلے کا حل (سادگی کا فروغ، خاندانی مشاورت اور علمائے کرام کا فعال کردار) پیش کرتا ہے۔

حوالاجات

I القرآن، النور 24:32

Al-Qur'an, Al-Nur 24:32. I

ا2لبخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل۔ الجامع الحیح، کتاب اللباس، باب خاتم الحدید، حدیث نمبر 5871؛ الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ سنن الترمذی، کتاب النکاح ،حدیث نمبر 1114۔

Al-Bukhari, Abu Abdillah Muhammad bin Ismail. Al-Jami'al-Sahih,kitab ul libas,Bab khatam ul Hadeed,Hadith No. 5871; Al-Tirmidhi, Muhammad bin Isa. Sunan al-Tirmidhi., Hadith No. 4855.

[3]البخاری۔ الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب من استطاع الباءة فلیتزوج، حدیث نمبر 5065؛ مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم النیساپوری۔ الجامع الحیح، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن طاقت نفسه إلیه، حدیث نمبر 1400۔

Al-Bukhari. Al-Jami 'al-Sahih, Kitab al-Nikah, Bab Man Istata'a al-Ba'ata Fal-Yatazawwaj, Hadith No. 5065; Muslim, Abu al-Husayn Muslim bin al-Hajjaj bin Muslim al-Naysaburi. Al-Jami 'al-Sahih, Kitab al-Nikah, Bab Istihbab al-Nikah li-Man Taqat Nafsuhu Ilayh, Hadith No. 1400.

[4]القرآن، الروم 30:21۔

Al-Qur'an, Al-Rum 30:21.

[5]ابن عابدین، محمد امین بن عمر۔ الدر المختار علی ہامش رد المختار۔ بیروت: دار الفکر، جلد 3، صفحہ 3۔

Ibn Abidin, Muhammad Amin bin Umar. Al-Durr al-Mukhtar 'ala Hamish Radd al-Muhtar. Beirut: Dar al-Fikr, Vol. 3, p. 3.

[6]عبد الباقی، محمد فواد۔ المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم۔ قاہرہ: دار الكتب المصرية، صفحہ 718

Abdul Baqi, Muhammad Fuad. Al-Mu'jam al-Mufahras li-Alfaz al-Qur'an al-Karim. Cairo: Dar al-Kutub al-Misriyyah, p. 718.

[7]القرآن، النور 24:32۔

Al-Qur'an, Al-Nur 24:32.

[8] الافریقی، ابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم المصری۔ لسان العرب۔ بیروت: دار صادر، 2009، جلد 2، صفحہ 609۔

Al-Afriqi, Ibn Manzur Jamal al-Din Muhammad bin Mukarram al-Misri. Lisan al-Arab. Beirut: Dar Sadir, 2009, Vol. 2, p.609.

[9] ابن نجیم۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1997، جلد 3، صفحہ 137۔

Ibn Nujaym. Al-Bahr al-Ra'iq Sharh Kanz al-Daqa'iq. Beirut: Dar ul kutub al-Ilmyyah, 1997, Vol. 3, p.137.

[10] الزبیدی، مرتضیٰ۔ تاج العروس من جواهر القاموس۔ مصر: المطبعة الخیریة، 1944، جلد 7، صفحہ 195۔

Al-Zabidi, Murtada. Taj al-Arus min Jawahir al-Qamus. Egypt: Al-Matba'ah al-Khayriyyah, 1944, Vol. 7, p. 195.

[11] مولوی، فیروز الدین۔ فیروز اللغات۔ کراچی: فیروز سنز، 2005، صفحہ 1440۔

Maulvi, Ferozuddin. Feroz-ul-Lughat. Karachi: Feroz Sons, 2005, p. 1440.

[12] سجاد میرٹھی۔ قاموس القرآن۔ کراچی: یونین پریس، 1954، صفحہ 599۔

Sajjad Meeruthi. Qamus al-Qur'an. Karachi: Union Press, 1954, p. 599.

[13] لوئس معلوف۔ المنجد۔ کراچی: دار الاشاعت، 1960، صفحہ 1317۔

Louis Ma'luf. Al-Munjid. Karachi: Dar-ul-Ishaat, 1960, p. 1317.

[14] اردو دائرہ معارف اسلامی ، لاہور، 1989، جلد 22، صفحہ 439۔

Urdu Dairah Ma'arif-e-Islamia (Urdu Encyclopaedia of Islam). Lahore, 1989, Vol. 22 p. 439.

[15] قادری، سید احمد عروج۔ اسلام کے عائلی قوانین۔ دہلی، انڈیا: اسلامک پبلشرز، 2015، صفحہ 32۔

Qadri, Syed Ahmed Urooj. Islam ke A'ili Qawaneen. Delhi, India: Islamic Publishers, 2015, p. 32.

[16] صدیقی، ساجد الرحمن۔ کشاف اصطلاحات قانون۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان،

Siddiqui, Sajid-ur-Rahman. Kashaf Istilahat-e-Qanoon. Islamabad: Muqtadira Qaumi Zaban, 1991, p. 261.
[17] البہوتی، منصور بن یونس۔ کشاف القناع عن متن الاقناع۔ ریاض، "مکتبہ النصر الحدیثہ"، 1968ء، جلد۔ 5، صفحہ۔ 5۔

Al-Bahuti, Mansur bin Yunus. Kashshaf al-Qina' 'an Matn al-Iqna' Riyadh, "Maktaba al-Nasr al-Hadeetha, 1968, Vol. 5, p. 5.
[18] الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبد الرحمن۔ مسند الدارمی، کتاب النکاح، باب النہی عن التبتل، حدیث نمبر: 2206۔

Al-Darimi, Abu Muhammad Abdullah bin Abdul Rahman. Musnad al-Darimi, kitab un Nikah , Bab Un Nahi aun Altbattul Hadith No. 2206.
[19] السجستانی، ابو داؤد سلیمان بن الاشعث۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب المناسک، باب: لا صرورۃ فی الاسلام، حدیث نمبر: 1729۔

Al-Sijistani, Abu Dawud Suleman bin al-Ash'ath. Sunan Abi Dawud. Kitab al Manask , Bab: La Sarurata fi al-Islam, Hadith No. 1729.
[20] القرآن، النساء 4:1۔

Al-Qur'an, Al-Nisa 4:1.
[21] القرآن، الروم 30:21۔

Al-Qur'an, Al-Rum 30:21.
[22] القرآن، النساء 4:24۔

Al-Qur'an, Al-Nisa 4:24.
[23] القرآن، النساء 4:3۔

Al-Qur'an, Al-Nisa 4:3.
[24] القرآن، البقرہ 2:237۔

Al-Qur'an, Al-Baqarah 2:237.
[25] القرآن، النساء 4:6۔

Al-Qur'an, Al-Nisa 4:6.
[26]القرآن، الشوریٰ 42:11۔

-Qur'an, Al-Shura 42:11.
[27] القرآن، الاعراف 7:189۔

Al-Qur'an, Al-A'raf 7:189.
[28]البخاری، محمد بن اسماعیل ،الجامع الحیح، کتاب النکاح، باب من استطاع الباءۃ فلیتزوج، حدیث نمبر: 5065؛ مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم النیسابوری۔ الجامع الحیح، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن طاقت نفسہ الیہ، حدیث نمبر: 1400۔

-Al-Bukhari. Al-Jami 'al-Sahih, Kitab al-Nikah, Bab Man Istata'a al-Ba'ata Fal-Yatazawwaj, Hadith No. 5065; Muslim, Abu al-Husayn Muslim bin al-Hajjaj bin Muslim al-

Naysaburi. Al-Jami ʻal-Sahih, Kitab al-Nikah, Bab Istihbab al-Nikah li-Man Taqat Nafsuhu Ilayh, Hadith No. 1400.

29 مسلم۔ الجامع الحیح، کتاب النکاح، باب النہی عن التبتل، حدیث نمبر: 3219۔

Muslim. Al-Jamiʻal-Sahih, Kitab al-Nikah, BabNahi An Attabattul , Hadith No. 3219.

30 القزوینی، ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ بن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب: ما جاء فی فضل النکاح، حدیث نمبر: 1847۔

Al-Qazwini, Abu Abdullah Muhammad bin Yazid bin Abdullah bin Majah. Sunan Ibn Majah, Kitab al-Nikah, Bab: Ma Ja'a fi Fadl al-Nikah, Hadith No. 1847.

31 القرآن، الحجرات 49:13۔

Al-Qur'an, Al-Hujurat 49:13.

32 الترمذی۔ السنن، باب ما جاء إذا جاءكم من ترضون دينه فزوجوه، حدیث نمبر 1084۔

Al-Tirmidhi. Al-Sunan, Bab Ma Ja'a Iza Ja'akum Man Tardawna Dinahu Fa-Zawwijuh, Hadith No. 1084.

33 القرآن، النور 24:32

Al-Qur'an, Al-Nur 24:32.

34 التبریزی، ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب النکاح، باب نکاحِ مبارک، حدیث نمبر 3097۔

Al-Tabrizi, Wali-ud-Din Muhammad Bin Abdullah Al Khatib, Mishkat al Massabih. Kitab Un Alnikah, Bab Nikah Mubarak, Hadith No. 3097.

35 القرآن، الاسراء 17:27۔

Al-Qur'an, Al-Isra 17:27.

36 مسلم۔ الجامع الحیح، کتاب الأقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ ورد محدثات الأمور، حدیث نمبر 1718۔

Muslim. Al-Jamiʻal-Sahih, Kitab al-Aqdiyah, Bab Naqdil Ahkam albatila wa Raddi Muhdasat al Umoor, Hadith No. 1718.

37 القرآن، النور 24:32۔

Al-Qur'an, Al-Nur 24:32.

38 القرآن، الروم 30:21۔

Al-Qur'an, Al-Rum 30:21.

39 القرآن، البقرہ 2:232۔

Al-Qur'an, Al-Baqarah 2:232.

40 القرآن، الاسراء 17:32۔

Al-Qur'an, Al-Isra 17:32.

41 القرآن، النور 24:32۔

Al-Qur'an, Al-Nur 24:32.

42 القرآن، النحل 16:72

Al-Qur'an, Al-Nahl 16:72.

[43]احمد۔ ابنِ حنبل، مسند احمد، حدیث نمبر 20970۔

Ahmad.Ibn Hanbal, Masnad Ahmad, Hadith No. 20970.

[44]النسائی۔ السنن، کتاب النکاح (باب کراہیۃ تزویج العقیم)، حدیث نمبر 3229۔

Al-Nasa'i. Al-Sunan, Kitab al-Nikah (Bab Karahiyat Tazwij al-Aqeem), Hadith No. 3229.

45 التبریزي، ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب۔ مشکوٰۃ المصابیح، "کتاب النکاح: (الدنیا حلوۃ خضرۃ، فتنۃ بنی اسرائیل الأولیٰ)،" حدیث نمبر 3086۔

Al-Tabrizi, Wali al-Din Muhammad bin Abdullah al-Khatib. Mishkat al-Masabih, "Kitab al-Nikah: (Al-Dunya Hulwatun Khadiratun, Fitnatu Bani Isra'il al-Ula)," Hadith no. 3086.

[46]الترمذی۔ السنن، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین، حدیث نمبر 1900۔

Al-Tirmidhi. Al-Sunan, Kitab al-Birr wa al-Silah 'an Rasulillah (PBUH), Baab Maa Jaa'a Minal Fazli Fee Rizaal Waalidayn, Hadith No. 1900.

[47]القرآن، النور 24:32۔

Al-Qur'an, Al-Nur 24:32.

[48] القرآن، النور 24:33۔

Al-Qur'an, Al-Nur 24:33.

[49] القرآن، النساء 4:2۔

Al-Qur'an, Al-Nisa 4:2.

[50] الترمذی۔ السنن، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فضلِ ازواج النبی ﷺ، حدیث نمبر 3895۔

Al-Tirmidhi. Al-Sunan, Kitab al-Manaqib 'an Rasulillah Sallallahu Alaihi Wa Sallam, Bab Fazl-e-Azwaj in-Nabi Sallallahu Alaihi Wa Sallam , Hadith No. 3895.

[51] القرآن، الروم 30:21۔

Al-Qur'an, Al-Rum 30:21.

[52] ابو داؤد۔ السنن، کتاب النکاح، باب النہی عن تزویج من لم یلد من النساء، حدیث نمبر 2050؛ النسائی۔ السنن، کتاب النکاح، باب کراہیۃ تزویج العقیم، حدیث نمبر 3229۔

Abu Dawud. Al-Sunan, Kitab al-Nikah, Bab un-nahyi 'an tazweeji, man lam yalid min an-nisaa' Hadith No. 2050; Al-Nasa'i. Al-Sunan, Kitab al-Nikah, Bab Karahiyat Tazweej Al-Aqeem, Hadith No. 3229.

[53] القرآن، الشوریٰ 42:38۔

Al-Qur'an, Al-Shura 42:38.

[54] الترمذی۔ السنن، کتاب النکاح، باب: ما جاء إذا جاءکم من ترضون دینه فزوجوه، حدیث نمبر 1084۔

Al-Tirmidhi. Al-Sunan, Kitab al-Nikah, Bab: Ma Ja'a Iza Ja'akum Man Tardawna Dinahu Fa-Zawwijuh, Hadith No. 1084.

[55] القرآن، الانعام 6:141۔

Al-Qur'an, Al-An'am 6:141.

[56]التبریزي، ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب۔ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النکاح مبارک، حدیث نمبر 3097۔

. Al-Tabrizi, Wali-ud-Din Muhammad Bin Abdullah Al Khatib, Mishkat al Massabih. Kitab Un Alnikah, Bab Nikah Mubarak, Hadith No. 3097.

[57] القرآن، التوبہ 9:122۔

Al-Qur'an, Al-Tawbah 9:122.